

☆ حضرت العلام مولانا حافظ محمد صاحب گوتمہ لوی

دوامِ حدیث

محبتِ حدیث

پر

قرآنی دلائل

یہاں تک تو یہ بحث تھی کہ حدیث محفوظ ہے۔ اور اس سے علم و یقین حاصل ہوتا ہے۔ اب حدیث کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حدیث محبت ہے قرآن کے بعد حدیث ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ جو کام جس طرح حدیث سے ثابت ہو اسی طرح کرنا ضروری ہے (خواہ حدیث کو الٹ دھی مانا جائے یا قرآن سے متنبہ قرار دیا ہے اس کی تشریح آگے آئی ہے)

حدیث کے واجب العمل ہونے پر پہلی دلیل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ إِلَهُ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا لَهُ

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور امیروں کی جو تم میں سے ہوں، اگر تم کسی شے پر آپس میں جھگڑا کرو تو اس کا فیصلہ اللہ اور اس کے

رسول سے کراؤ اگر تم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بات بہتر اور انجام کے لحاظ سے مفید ہے۔“

اس آیت میں رسول کی اطاعت کا حکم ہے، یعنی جو اللہ کا رسول حکم دے اس کی تعمیل کرو پس ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول کی فرماں برداری لازم ہے بلکہ حاکموں کے متعلق بھی فرمایا کہ ان کی اطاعت بھی کرو مگر حاکموں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ ان کا حکم اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف نہ ہو، اگر حاکم کے ساتھ کسی معاملہ میں نزاع ہو تو اس وقت صرف اللہ اور رسول ہی کی طرف فیصلہ لایا جائے گا۔

دوسری دلیل:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ
لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ١٤

اگر تم (اے انسانو اور جنو!) اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ تمہارے ساتھ محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے، (اے نبی) کہو اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر پھر چاہیں اللہ اور رسول کی اطاعت نہ کریں تو کہہ دو یقیناً اللہ کافروں (جو اللہ اور رسول کی اطاعت نہیں کرتے) سے محبت نہیں کرتا۔“

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی اتباع اور اطاعت فرض ہے جو نہ کرے وہ کافر ہے۔

وَأَنِ قَطِيعَةٌ تَتَهَدَّوْنَ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الرِّسَالَاتِ لَمْ يَكُنْ لَهَا قِيَمٌ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

تیسری دلیل: تو ہدایت پاؤ گے، یعنی نبی کی اطاعت سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔“

چوتھی دلیل :

وَمَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَسَدُّ أَطَاعَ اللَّهَ ۝

”جو شخص پیغمبر کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

یعنی رسول کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت ہے۔ کیونکہ دین کے بارے میں جو رسول کہتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

منکرین حدیث کی طرف سے مختلف جوابات دئے جاتے ہیں

ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ رسول سے مراد قرآن ہے پس رسول کی اطاعت کا یہ مطلب ہوا کہ قرآن میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرو۔ یہ جواب قرآن میں غور و فکر کرنے کے علاوہ دیا گیا ہے، کیونکہ قرآن مجید میں جابجا رسول بول کر پیغمبرؐ کی طرف سے دیا گیا ہے، مندرجہ ذیل آیات میں خود کرنا چاہیے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۝

اے رسول جو حکم تیری طرف آتا رہا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے اس کو پہنچا دو۔ اس آیت میں رسول کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ تم اناری ہوئی وحی کو پہنچا دو جس سے صفا پتہ چلتا ہے کہ رسول اور ہے، اور اناری ہوئی چیز اور ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۝

اے رسول تجھے وہ لوگ غم میں نہ ڈالیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں۔“

اس آیت میں صاف طور پر پیغمبرؐ کو ہی رسول کہا گیا ہے، کیونکہ غم انہی کو پہنچتا تھا، نہ قرآن کو

وَقَالُوا إِنَّا لَهْدَى الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَنْشِئُ فِي الْأَسْوَاقِ ۝

وہ (کافر) بولے اس رسول کو کیا ہے کہ یہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے

یعنی پیغمبرؐ ایسا ہونا چاہیے جو کھانے اور معاشی وسائل سے محارہ کش ہو اس کو ان باتوں کی ضرورت

نہ ہو یعنی فرشتہ ہو۔

اس آیت سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ رسول، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کہا گیا ہے نہ قرآن کو کیونکہ آل حضرت ہی کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے تھے نہ قرآن مجید۔
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لَهُ "محمد اللہ کا رسول ہے"

اس سے بڑھ کر کوئی دلیل ہوگی اس میں صاف طور پر آپ کا نام موجود ہے
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ لَهُ محمد صرف اللہ کا رسول ہی ہے (خدا نہیں)
اس آیت میں آل حضرت کے نام کی تصریح ہے۔

هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مَّرْسُولًا لَهُ (اے رسول کہ) میں صرف بشر رسول ہوں
بشر رسول بھی آل حضرت بھی ہو سکتے ہیں نہ قرآن مجید
ایک جگہ پہلے رسول، نبی کی اتباع کا ذکر کیا ہے بعد میں اس نور کی اتباع کا ذکر ہے جو اس رسول پر نازل کیا گیا۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ لَهُ (ان کے لئے میں رحمت کھوں گا) جو رسول، نبی امی کی پیروی کرتے ہیں۔

وَاتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ لَهُ

اور اس نور کی پیروی کی جو اس پر اتارا گیا ہے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ رسول سے مراد تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں مگر ان کی اطاعت سے مراد قرآن کی اطاعت ہے کیونکہ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے قرآن مجید کے اور کوئی حکم نہیں دیتے تھے، اگر رسول نے قرآن مجید کے علاوہ کوئی حکم دیا ہے تو اس میں رسول کی اطاعت ایسی ہی ہے جیسے امیر کی اطاعت یہ شرعی حکم کی اطاعت نہیں بلکہ عقلی حکم کی اطاعت ہے جیسے والدین اساتذہ اور حکام کی اطاعت کی جاتی ہے۔ ان کے نزدیک قرآن کے علاوہ رسول نے کوئی شرعی حکم نہیں دیا یا شرعی حکم کی ایسی تفصیل اور تشریح نہیں کی جو قرآن پڑھنے سے

معلوم نہ ہو سکے، یعنی جس طرح رسول قرآن کو سمجھتا ہے، اسی طرح اور لوگ بھی سمجھ سکتے ہیں۔
اور یہ بات سراسر غلط ہے قرآن مجید میں اس بات کو کھول کر بیان کیا ہے کہ رسول قرآن کو
بیان کر کے والا ہے جیسے تبلیغ کرنے والا ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ۚ
”ہم نے تیری طرف (یہ) ذکر نازل کیا تاکہ تو لوگوں کو کھول کر بیان کر دے جو ان کی طرف
نازل کیا گیا ہے“

دوسری جگہ یہ فرمایا کہ قرآن کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے :-
ثُمَّ إِنِّ عَلَيْنَا مِثْلُ ۙ ”پھر قرآن مجید کا بیان ہمارے ذمہ ہے“
یعنی پیغمبر جو بیان کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر بیان کرے گا، اس جگہ
وہ مقامات مراد ہیں جہاں قرآن مجید میں کچھ اصطلاحات ہوں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ،
وغیرہ یا کسی اور وجہ سے سمجھنے میں دقت پیدا ہو۔

قرآن مجید کے بیان کی بہت صورتیں ہیں :-

(۱) قرآن میں ایک جگہ کچھ اجمال ہے دوسری جگہ اس کی تفصیل ہو۔

(۲) بذریعہ جبرائیل قرآن کے علاوہ آپ کو بتایا جائے۔

(۳) یا آپ کے دل میں اس کا بیان ڈال دیا جائے۔

(۴) یا بذریعہ حکمت قرآن کا فہم عطا کیا جائے۔

مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہیے کہ نزول قرآن کے وقت الفاظ مندرجہ ذیل محض
معانی کے لئے متعلق تھے۔

صلوٰۃ (نماز) صوم (روزہ) حج، زکوٰۃ وغیرہ لغت میں صلوٰۃ کے معنی دُعا یا چوترا
بلانے کے ہیں مگر نزول قرآن کے وقت صلوٰۃ ایسی عبادت کا نام تھا جس میں بہت سے تعظیمی
افعال اور اقوال وغیرہ پائے جاتے ہیں، ان میں سے بعض افعال و اقوال کا ذکر قرآن مجید نے

بھی کیا ہے، یہ نماز کے کچھ حصہ کا بیان ہے جو قرآن سے ثابت ہے مگر ان تمام امور کی تفصیل و ترتیب جو نماز کے ارکان یا سنن و مستحبات ہیں حدیث ہی میں ملے گی جس کی قدر سے تفصیل اس طرح ہے افعال میں سے ہر رکعت میں پہلے قیام پھر رکوع پھر قنہ پھر دو سجدے دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ اقبال میں سے دو تکبیر تحریمہ "سے ابدار اور" سلام" پر انتہا اور دونوں کے مابین ارکان اور غیر ارکان کی تفصیل اس طرح ہے دعا استفتاح پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ثُمَّ يَظْهَرُ سُوْرَةُ الْحَمْدِ اِخْتِزَامًا پھر کوئی سورت یا کچھ حصہ قرآن کا پڑھنا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرنا، رکوع کرنا رکوع میں تسبیحات پھر رکوع سے کھڑا ہوتے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کہنا پھر قنہ میں رَبَّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْحَمْدَ پڑھنا پھر اس کے ہر سجدے کے شروع اور اخیر میں اللہ اکبر کہنا ہر دو رکعت کے بعد اگر نماز چار رکعت والی میں تشہد پڑھنا دوسرے تشہد میں تشہد کے بعد درود دعا کا پڑھنا، اس طرح ترتیب و تفصیل قرآن سے ثابت نہیں صرف حدیث سے ثابت ہے قرآن مجید میں صلوٰۃ خوف کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے جس میں اشارہ ہے کہ ہر رکعت کی ابتدا قیام سے ہے اور فاتحہ سجدے پر ہے یہ ظاہر ہے کہ رکوع درمیان ہوگا، رکوع اور سجدے کے مابین فاصلہ بھی ضروری ہے اور وہ قنہ تھا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید ان چیزوں کا ذکر بطور تشریح کے نہیں کرتا بلکہ تشریح کی حکایت کی صورت میں کرتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں مشروع ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ امور کا تفصیل اور ترتیب کے ساتھ ذکر صرف حدیث میں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن کی صلوٰۃ (نماز) کا بیان حدیث میں ہے اور یہ سب باتیں آں حضرت نے جبرائیل کی معرفت معلوم کیں اگرچہ بعض نے ان امور کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کی مگر حق یہ ہے کہ یہ امور قرآن میں اس طرح مفصل اور مرتب نہیں ہیں جس طرح حدیث نے بیان کیا ہے۔ پس ماننا پڑے گا کہ نماز کے بارہ میں حدیث قرآن کا بیان ہے۔

یہی حال اذان کا ہے کہ قرآن مجید اس کا ذکر نہ اداء کے لفظ کے ساتھ بطور حکایت کرتا ہے، اس کی تفصیل بیان نہیں کرتا مگر اس اذان پر حاضری کا حکم دیتا ہے جس سے اس کی مشروعیت کا مسلم ہونا سمجھا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ حدیث قرآن مجید کے بعض حصہ

کی تفصیل اور بیان ہے، اگر حدیث سے نظر منہ لائی جائے تو صرف قرآن سے اس کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔

یہی حال صوم (روزے) کا ذکر کرتے ہوئے اشارہ کرتا ہے کہ جب رات کے بعض حصہ میں کھاتے پیتے اور جنسی تعلقات کی ممانعت پھر اس وقت تم سے غلطی ہو گئی

عَلِمَ اللَّهُ أَنَّهُمْ كَفَرُوا تَحْتَانُونَ أَلَيْسَ

”اللہ کے علم میں ہے کہ تم نے (اپنے قرعہ میں کوتاہی کرتے ہوئے اپنی جان کی خیانت کی“

قرآن مجید اس فعل کی ممانعت کا ذکر اس طرح کرتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا کہ یہ ممانعت شرعی طور پر تھی مگر قرآن میں اس ممانعت کا کوئی ذکر نہیں جس سے پتہ چلتا ہے بعض قیود قرآن کے علاوہ بھی سرور ہوتی تھیں اور وہ بھی شریعت کا حصہ واجب العمل تھا یہی معنی حدیث کے بیان کا ہے۔



ایک معرکتہ الاراکت اب

مرزا امیت اور اسلام

علامہ احسان الہی ظہیر کے قلم سے

خوبصورت طباعت کتبابت اور حین جلد اور گٹ اپ کے ساتھ ۲۰ سے زیادہ صفحات سفید کاغذ ۱۸/۲۳ سا ئز پر قیمت صرف چھ روپے

ادارہ ترجمان السنہ - ۷ - ایک روٹ لاہور